محاربہ اور افساد فی الارض

(لغوی واصطلاحی مفہوم اور باہمی نسبت)

سید رمیز الحسن موسوی [1]

srhm2000@yahoo.com

کلیدی کلمات: فساد، اصلاح، حرب، محاربہ، حدّ، قتال، جنگ، خون خرابہ۔

خلاصہ

معاشرے کی اصلاح اور امنیت کی خاطر تمام مصلحین نے کوششیں کی ہیں اوراس کی خاطر قوانین وضوابط وضع کیے ہیں۔ دین اسلام نےاس مسئلے پر دوسروں سے زیادہ توجہ دی ہےاور حدود، تعزیرات، قصاص اور دیات جیسے قوانین وضع کئے ہیں۔''محاربہ''اور''افساد فی الارض'' اسلامی فقہ کا ایک اہم ترین عنوان ہے کہ جس کے بارے میں قرآن کریم کی سورۂ مائدہ کی آیت ۳۳ میں حد مقرر کی گئی ہے۔درحقیقت یہ آیت قتل نفس کے بارے میں حکم شریعت بیان کررہی ہے۔فقہائے اسلام نے قرآن مجید کی اسی آیت سے استنباط کرتے ہوئے محاربہ اور افساد فی الارض کے مصادیق کو اپنی فقہی کتب میں ذکر کیا ہے اور اس کے احکام ذکر کئے ہیں۔البتہ ان دونوں عناوین کے درمیان ترادف اور عدم ترادف کے بارے میں فقہاکے درمیان اختلاف نظر پایا جاتا ہے۔اسی طرح اس بارے میں بھی اختلاف نظر پایا جاتا ہے کہ کیا محاربہ،افساد فی الارض کے مقابلے میں ایک مستقل جرم ہے یا نہیں ؟اس مقالے میں ان دونوں دینی مفاہیم کی لغوی واصطلاحی وضاحت کی جائے گی اور ان کے درمیان رابطے اور نسبت کے متعلق فقہا کی آراء کو نقل کیا جائے گا۔

مقدمہ

معاشرے کی اصلاح اور امنیت ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جس کے بارے میں انبیائے کرام اور اولیائے عظام سے لے کر اجتماعی مفکرین تک سبھی ہمیشہ فکر مند رہے ہیں۔ اس کی خاطر تمام مصلحین نے طاقت فرسا کوششیں کی ہیں اور معاشروں میں امنیت برقرار کرنے اور جرائم، غیر فطری رویوں کی اصلاح کرنے کے لئے قوانین وضوابط وضع کیے ہیں۔ دین اسلام نے کہ جس کے نزدیک انبیائے کرام کے مبعوث ہونے کاسب سے بڑا فلسفہ انسانوں کا تزکیہ اور تعلیم وتربیت ہے، اس مسئلے پر دوسروں سے زیادہ توجہ دی ہے۔ اسلام اس مقدس مقصد کی خاطر فساد اور اجتماعی جرائم کے خلاف جدوجہد کو خصوصی اہمیت دیتا ہےاور معاشروں کو جرائم سے پاک کرنے کے لئے حدود، تعزیرات، قصاص اور دیات جیسے قوانین وضع کرنے میں دوسرے تمام ادیان و مذاہب کے مقابلے میں سرفہرست نظر آتا ہے۔

لہٰذا قرآن مجید اور شریعت اسلامیہ نے معاشروں کی امنیت برقرار رکھنے کے لئے خاص قوانین مقرر کرتے ہوئے معاشرے کے نظم و ضبط کو خراب کرنے اور اجتماعی امنیت کو نقصان پہنچانے والے تمام عناصر کا سدِّ باب کیا ہے۔ اس سلسلے میں قوانین وضع کرنے کے علاوہ جو اہم ترین اقدامات کئے گئے ہیں اُن میں ایک انسانوں کے طرز تفکر کی اصلاح اور اُنہیں آداب معاشرت کی تعلیم دینے پر خصوصی توجہ دی گئی ہے اور اسلامی حکام کا اہم فریضہ

1۔مدیر مجلّہ سہ ماہی نور معرفت، نورالہدیٰ مرکز تحقیقات (نمت)، بارہ کہو، اسلام آباد

قرار دیا گیا ہے کہ وہ عوام الناس کی تربیت کرکے اُن کو آداب معاشرت سے آگاہ کریں اور اُن پر اسلامی آداب کے مطابق زندگی گزارنے کا راستہ ہموار کریں اور معاشرے کی اصلاح کو ہمیشہ مد نظر رکھیں۔ ''محاربہ''اور''افساد فی الارض'' اسلامی فقہ کا ایک اہم ترین عنوان ہے کہ جس کے بارے میں قرآن کریم کی سورۂ مائدہ کی آیت ۳۳ میں حد مقرر کی گئی ہے۔ چنانچہ سورۂ مائدہ کی آیت میں محاربین اور مفسدین کے بارے میں آیا ہے:

''إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الأَرْضِ فَسَادًا أَن يُقَتَّلُواْ أَوْ يُصَلَّبُواْ أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم مِّنْ خِلاَفٍ أَوْ يُنفَوْاْ مِنَ الأَرْضِ ذَلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ''

ترجمہ: ''بیشک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد انگیزی کرتے پھرتے ہیں (یعنی مسلمانوں میں خونریز رہزنی اور ڈاکہ زنی وغیرہ کے مرتکب ہوتے ہیں) ان کی سزا یہی ہے کہ وہ قتل کئے جائیں یا پھانسی دیئے جائیں یا ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹے جائیں یا (وطن کی) زمین (میں چلنے پھرنے) سے دور (یعنی ملک بدر یا قید) کر دیئے جائیں۔ یہ (تو) ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور ان کے لئے آخرت میں (بھی) بڑا عذاب ہے۔'' (1)

اس آیت کے شان نزول کے بارے میں آیا ہے کہ مشرکین کی ایک جماعت خدمت رسول ﷺ میں پہنچی اور یہ لوگ مسلمان ہوگئے، لیکن مدینہ کی آب و ہوا انھیں راس نہیں آئی، اُن کے رنگ زرد ہوگئے اور وہ بیمار پڑ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی صحت کے پیش نظر حکم دیا کہ وہ مدینہ سے باہر ایک صحت افزا صحرائی علاقے میں چلے جائیں، جس میں زکوۃ کے اُونٹوں کو چرایا جاتا تھا، تاکہ اُونٹنیوں کا تازہ دودھ بھی اُنھیں میسر آسکے۔ وہ صحت مند ہوگئے، لیکن پیغمبر اکرم ﷺ کا شکریہ ادا کرنے کی بجائے اُنھوں نے مسلمان چرواہوں کے ہاتھ پیر کاٹ دیئے، ان کی آنکھیں نکال دیں، اُنھیں قتل کرنا شروع کردیا، زکوۃ کے اُونٹ لوٹ لئے اور اسلام سے خارج ہوگئے۔ پیغمبر اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ اُنھیں گرفتار کرلیا جائے اور جو سلوک اُنھوں نے چرواہوں سے کیا ہے، قصاص کے طور پر وہی ان سے بھی کیا جائے، لہٰذا اُن کی آنکھیں نکال دی گئیں، ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے گئے اور اُنھیں قتل کردیا گیا۔ تاکہ دوسرے لوگ ان سے عبرت حاصل کریں اور پھر کوئی اور ایسے انسانیت کش افعال کا ارتکاب نہ کرے۔ مذکورہ آیت ایسے ہی لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جس میں ان کے بارے میں شریعت کا حکم بیان کیا گیا ہے۔ (2)

محاربین اور مفسدین کی سزا

درحقیقت یہ آیت قتل نفس کے بارے میں حکم شریعت بیان کررہی ہے۔ اس میں مسلمانوں کے خلاف مسلح ہو کر دھمکیاں دینے والوں بلکہ انھیں قتل کرکے ان کے مال و اسباب لوٹنے والوں کی نہایت سخت سزا بیان کی گئی ہے۔ لہٰذا اس آیت کے مطابق جو لوگ خدا اور پیغمبرؐ کے خلاف جنگ کے لئے اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرتے ہیں، ان کو ان چار سزاؤں میں سے کوئی ایک سزا دی جائے گی:

اول: وہ قتل کردیئے جائیں۔ **دوم:** اُنھیں سولی پر لٹکا دیا جائے، **سوم:** ان کے اُلٹے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں اور **چہارم**، وہ جس علاقے میں رہتے ہوں اُنھیں وہاں سے جلاوطن کردیا جائے۔

فقہائے اسلام نے قرآن مجید کی اسی آیت سے استنباط کرتے ہوئے محاربہ اور افساد فی الارض کے مصادیق کو اپنی فقہی کتب میں ذکر کیا ہے اور اس کے احکام ذکر کئے ہیں۔ البتہ ان دونوں عناوین ''محاربہ'' اور ''افساد فی الارض'' کے درمیان ترادف اور عدم ترادف کے بارے میں فقہاکے درمیان اختلاف نظر پایا جاتا ہے۔ اسی طرح اس بارے میں بھی اختلاف نظر پایا جاتا ہے کہ کیا محاربہ، افساد فی الارض کے مقابلے میں ایک مستقل جرم ہے

یا نہیں؟ اس مقالے میں ان دونوں دینی مفاہیم کی لغوی و اصطلاحی وضاحت کی جائے گی اور ان کے درمیان رابطے اور نسبت کے متعلق فقہا کی آراء کو نقل کیا جائے گا۔

لغوی اور اصطلاحی مفہوم

محاربہ اور افساد فی الارض دونوں دینی اور قرآنی مفاہیم ہیں جن کے بارے میں فقہی اور شرعی بحث سے پہلے ان کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم جاننا ضروری ہے۔

ا۔ محاربہ

عربی زبان میں محاربہ، باب مفاعلہ سے مصدر ہے۔ جس کا مجرد مادہ "حرب" سے "حارَبَ" بروزن فاعَلَ ہے۔ جس کا معنیٰ جنگ و مقاتلہ اور قتل و غارت ہے۔ جیسا کہ المنجد میں ہے: "حرب الرجل ای سلبه المال و ترکه بلاشئ۔" (3)

لسان العرب میں بھی حرب کے مقابلے میں سلم کو قرار دیا گیا ہے۔ (4) فاضل مقداد کنز العرفان میں لکھتے ہیں:

"اصل الحرب السلب ومنه حرب الرجل ماله ای سلبه فهو محروب وحریب ۔۔۔"۔ لہٰذا لغت میں حرب کا معنیٰ قتل و غارت کرنا اور جنگ وستیز کرنا ہے۔ (5)

راغب اصفہانی لکھتے ہیں: "الحرب معروف والحرب السلب فی الحرب، ثم قد سمی کل سلب حرباً ۔۔۔۔" (6) یعنی: حرب، جنگ میں غنائم کے تاراج و غارت گری کرنے کے لئے معروف ہے اور پھر ہر قسم کی غارت گری کو حرب کہا جانے لگا ہے۔

فقہی نقطۂ نظر

فقہی نقطہ نظر سے فقہاء نے محاربہ کی بہت سی تعریفیں کی ہیں۔ لہٰذا فقہاء کی نظر میں جو شخص دوسروں کے ساتھ جنگ کرنے یا اُنہیں ڈرانے کے لئے اسلحہ نکالے تو اُسے محارب کہا جاتا ہے چونکہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ دوسروں کی جان یا مال لینے کا ارادہ رکھتا ہے اور اُن کی امنیت کو ختم کرنا چاہتا ہے۔ کبھی محاربہ، تجرید سلاح (یعنی اسلحہ نکالنے)، کبھی اسلحہ اُٹھا کر چلنے اور کبھی اسلحے کی نمائش کرنے سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے اور ان سب تعبیرات سے مراد ایک ہی ہے کہ انسان اسلحہ نکال کر دوسروں کو ڈرائے دھمکائے خواہ یہ کام کرنے والا کوئی تنہا شخص ہی کیوں نہ ہو البتہ وہ کھلے عام اسلحہ نکالے اور اس کی نمائش کرتا پھرے، محارب ہی سمجھا جائے گا۔ بعض کے نزدیک ہر اسلامی و شرعی حکم کی مخالفت اور ظلم و ستم اور تجاوز سے مراد محاربہ ہے۔ چنانچہ مشہور فقیہ جناب شیخ محمد حسن، صاحب جواہر، نے افساد فی الارض کی "تجرید سلاح" سے تفسیر کی ہے اور محارب کی تعریف میں لکھا ہے:

"و بالجملة: فالمدار علی التجاهر بالسعی فی الارض بالفساد بتجرید السلاح و نحوه للقتل او سلب المال و الاسر و نحو ذلك ماهو بعینه محاربه لله و روسله؛" (7)

جیسا کہ اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ شیخ نے افساد فی الارض کی سعی کرنے والے کو خدا اور رسولؐ سے محاربہ کرنے والے سے تعبیر کیا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ خدا اور رسولؐ سے محاربہ کرنے والا ہی بندگان خدا سے محاربہ کرتا ہے اور اُن سے محاربہ کرنے سے مراد تجرید سلاح یعنی اسلحہ نکالنا ہے اور اُنہیں ڈرانا ہے۔ اسی طرح امام خمینیؒ لکھتے ہیں:

''المحارب هو كل من جرد سلاحه أو جهزه لاخلافة الناس وا رادة الافساد في الارض، في بر كان او ر في بحر، في مصر او غيره ليلاً او نهاراً أولا يشترط كونه من أهل الريبة مع تحقق ما ذكر، ويستوى فيه الذكر وأنثى ---'' (8)

یعنی: ''محارب ہر اس شخص کو کہتے ہیں جو اپنا اسلحہ برہنہ کرے یا اسے لوگوں کو ڈرانے اور زمین میں فساد پھیلانے کے لئے آمادہ کرے چاہے خشکی میں ہو یا سمندر میں، شہر میں ہو یا اس کے علاوہ دن میں ایسا کرے یا رات کے وقت مذکورہ چیزیں اس میں پائی جانے کے بعد ضروری نہیں کہ وہ مشکوک افراد میں سے ہو، اس میں مرد اور عورت برابر ہیں۔''

قرآن مجید میں محاربہ کا استعمال

قرآن میں کلمہ حرب اور محاربہ چند معانی میں استعمال ہوا ہے:

الف: کافر ہو جانا: اللہ تعالیٰ سورۂ بقرہ کی آیت ۲۷۹ میں فرماتا ہے:

فَإِن لَّمْ تَفْعَلُواْ فَأْذَنُواْ بِحَرْبٍ مِّنَ اللّهِ وَرَسُولِهِ وَإِن تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُؤُوسُ أَمْوَالِكُمْ لاَ تَظْلِمُونَ وَلاَ تُظْلَمُونَ

ترجمہ: ''پھر اگر تم نے ایسا نہ کیا (سود خوری کو ترک نہ کیا) تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے اعلانِ جنگ پر خبردار ہو جاؤ، اور اگر تم توبہ کر لو تو تمہارے لئے تمہارے اصل مال (جائز) ہیں، نہ تم خود ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے۔''

درحقیقت خدا اور رسول ﷺ کے ساتھ اعلان جنگ اور محاربہ کا معنی کفر اختیار کرنا ہے۔ علامہ طبرسی نے اس آیت کے ذیل میں ''حرب'' سے مراد خدا اور رسول ﷺ کے ساتھ دشمنی کو قرار دیا ہے۔ (9)

ب: جنگ و قتال: جیسا کہ سورۂ انفال آیت ۵۷ میں آیا ہے: '' فَإِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِم مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ '' ترجمہ: ''اگر آپؐ انہیں (میدانِ) جنگ میں پالیں تو ان کے عبرت ناک قتل کے ذریعے ان کے پچھلوں کو (بھی) بھگا دیں تاکہ انہیں نصیحت حاصل ہو۔''

اسی طرح سورۂ مائدہ کی آیت ۶۴ میں آیا ہے:

كُلَّمَا أَوْقَدُواْ نَارًا لِّلْحَرْبِ أَطْفَأَهَا اللّهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الأَرْضِ فَسَادًا وَاللّهُ لاَ يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ

ترجمہ: ''جب بھی یہ لوگ جنگ کی آگ بھڑکاتے ہیں اللہ اسے بجھا دیتا ہے اور یہ (روئے) زمین میں فساد انگیزی کرتے رہتے ہیں، اور اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔''

اسی طرح سورۂ توبہ کی آیت ۱۰۷ میں بھی منافقین کی جانب سے مسجد ضرار کی تاسیس کو خدا اور رسول ﷺ کے ساتھ جنگ کے مترادف قرار دیا گیا ہے:

وَالَّذِينَ اتَّخَذُواْ مَسْجِدًا ضِرَارًا وَكُفْرًا وَتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَإِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّهَ وَرَسُولَهُ مِن قَبْلُ وَلَيَحْلِفُنَّ إِنْ أَرَدْنَا إِلاَّ الْحُسْنَى وَاللّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ

ترجمہ: ''اور (منافقین میں سے وہ بھی ہیں) جنہوں نے ایک مسجد تیار کی ہے (مسلمانوں کو) نقصان پہنچانے اور کفر (کو تقویت دینے) اور اہلِ ایمان کے درمیان تفرقہ پیدا کرنے اور اس شخص کی گھات کی جگہ بنانے کی غرض سے جو اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے پہلے ہی سے جنگ کر رہا ہے، اور وہ ضرور قسمیں کھائیں گے کہ ہم نے (اس مسجد کے بنانے سے) سوائے بھلائی کے اور کوئی ارادہ نہیں کیا، اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ یقیناً جھوٹے ہیں۔'' (10)

پھر سورۂ محمد کی آیت ۴ میں کفار کے ساتھ جنگ و پیکار کے سلسلے میں بھی کلمہ حرب جنگ و پیکار کے معنیٰ میں استعمال ہوا ہے: "حَتَّى تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا"۔

ج: **محراب مسجد:** سورۂ ص کی آیت ۲۱ میں "وَهَلْ أَتَاكَ نَبَأُ الْخَصْمِ إِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ" یعنی: "اور کیا آپ کے پاس جھگڑنے والوں کی خبر پہنچی؟ جب وہ دیوار پھاند کر (داؤد علیہ السلام کی) عبادت گاہ میں داخل ہو گئے۔"

اور سورۂ مریم کی آیت ۱۱ میں فرمایا: "فَخَرَجَ عَلَى قَوْمِهِ مِنَ الْمِحْرَابِ فَأَوْحَى إِلَيْهِمْ أَن سَبِّحُوا بُكْرَةً وَعَشِيًّا" ترجمہ: "پھر (زکریا علیہ السلام) حجرۂ عبادت سے نکل کر اپنے لوگوں کے پاس آئے تو ان کی طرف اشارہ کیا (اور سمجھایا) کہ تم صبح و شام (اللہ کی) تسبیح کیا کرو۔"

یہاں کلمہ محراب، مادۂ "حرب" سے اخذ ہوا ہے۔ جس کا معنیٰ عبادت گاہ ہے، جس کی مختلف وجوہات راغب نے مفردات میں ذکر کی ہیں۔

۲۔افساد

"افساد" مادۂ "فسد" سے لیا گیا ہے۔ "فسد" لغت کی کتابوں میں تباہ ہونے، نابود ہونے، ختم ہونے، خراب ہونے کے معنیٰ استعمال ہوتا ہے۔ لہٰذا تباہی، آشوب، خرابی، شرارت اور بدکاری کو فساد ہی کہا جاتا ہے۔ (11)

راغب اصفہانی نے مفردات میں فساد کا معنیٰ اس طرح ذکر کیا ہے: "الفساد خروج الشئی من الاعتدال قلیلاً کان الخروج عنه او کثیراً یضاده الصلاح۔۔۔" (12) یعنی: "فساد سے مراد حد اعتدال سے نکلنا ہے خواہ کم ہو یا زیادہ اور اس کی ضد صلاح ہے۔"

فقہی نقطۂ نظر

فقہاء نے افساد فی الارض کے عنوان سے کوئی مستقل باب منعقد نہیں کیا اور نہ ہی اس کی کوئی تعریف کی ہے۔ فقط بعض فقہی کتب کے کچھ حصوں خصوصاً حدود کے باب میں اس کے کچھ مصادیق ذکر کئے ہیں۔ منجملہ دوسروں کے گھر کو آگ لگانے (13) کفن چوری کرنے (14) آزاد شخص کو اغوا کر کے فروخت کرنے (15) غلاموں اور ذمیوں کو قتل کرنے کی عادت اپنانے کسی شخص کے مال کو دھوکہ دہی کے ذریعے ہتھیانے (16) وغیرہ کو افساد فی الارض کا مصداق قرار دیا گیا ہے۔ بعض فقہی کتب میں آیا ہے:

"الفساد ضد الصلاح وکل مایخرج عن وضعه الذی یکون به صالحا نافعاً یقال انه فسد" یعنی: "فساد صلاح کی ضد ہے اور جب کوئی چیز اپنی اصلی حالت سے نکل جائے کہ جس میں وہ ایک صالح اور نافع چیز تھی تو اُسے کہتے ہیں کہ یہ چیز فاسد ہو گئی ہے۔" (17)

خصوصاً "فی الارض" کا معنیٰ واضح ہونے کے باوجود اس کے بارے میں دو احتمال پائے جاتے ہیں: پہلا یہ کہ فساد کے ارتکاب کا مقام یہی کرۂ ارض ہے اور اسی زمین پر ہی تمام فساد برپا ہوتا ہے۔ اس احتمال کی بنا پر زمین پر فساد کا عنوان اُن تمام مفاسد کو شامل ہے جو اس زمین پر انجام پاتے ہیں۔ خواہ وہ چھوٹا سا گناہ ہی کیوں نہ ہو اور لوگوں کی نظر سے چھپ کر ہی کیوں نہ کیا جائے۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ "فی الارض" کی قید اس فعل کا ارتکاب کرنے والے کے عمل کی وسعت سے کنایہ ہے یعنی؛ وہ پوری زمین پر فساد برپا کرنا چاہ رہا ہے۔ یہ احتمال مفسرین اور فقہا کے نظریئے کے ساتھ زیادہ مطابق رکھتا ہے۔

قرآن مجید میں کلمۂ فساد کا استعمال

قرآن مجید میں کلمہ فساد چھ معنوں میں استعمال ہوا ہے:

الف: نافرمانی: ”وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ“ ترجمہ: ”اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد بپا نہ کرو، تو کہتے ہیں: ہم ہی تو اصلاح کرنے والے ہیں۔“ (18)

اس آیت میں منافقین سے خطاب ہے اور یہاں فساد سے مراد خدا اور رسولؐ کی اطاعت نہ کرنا ہے اور اصلاح کے مقابلے میں استعمال ہوا ہے۔ لہٰذا اصلاح سے مراد خدا اور اُس کے رسولؐ کی پیروی اور اطاعت ہے۔ پس مفسد وہ ہے جو خدا کی نافرمانی کرتا ہے اور مصلح وہ ہے جو امر مولا کا مطیع ہے۔

ب: ہلاک کرنا اور خون خرابہ کرنا: سورۂ اسراء کی ایک آیت میں آیا ہے: ”وَقَضَيْنَا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ فِي الْكِتَابِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْأَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيرًا“۔ یعنی: ”اور ہم نے کتاب میں بنی اسرائیل کو قطعی طور پر بتا دیا تھا کہ تم زمین میں ضرور دو مرتبہ فساد کروگے اور (اطاعتِ الٰہی سے) بڑی سرکشی برتو گے۔“ (19)

اسی طرح سورۂ مومنون میں فرمایا: ”وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ أَهْوَاءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ وَمَن فِيهِنَّ“ یعنی: ”اور اگر حق (تعالیٰ) ان کی خواہشات کی پیروی کرتا تو (سارے) آسمان اور زمین اور جو (مخلوقات و موجودات) ان میں ہیں سب تباہ و برباد ہو جاتے۔“ (20)

ج: بارش کی کمی اور قحط:

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُم بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ

ترجمہ: ”بحر و بر میں فساد ان (گناہوں) کے باعث پھیل گیا ہے جو لوگوں کے ہاتھوں نے کما رکھے ہیں تاکہ (اللہ) انہیں بعض (برے) اعمال کا مزہ چکھا دے جو انہوں نے کئے ہیں، تاکہ وہ باز آ جائیں۔“ (21)

د: قتل وغارت: ”وَقَالَ الْمَلَأُ مِن قَوْمِ فِرْعَوْنَ أَتَذَرُ مُوسَىٰ وَقَوْمَهُ لِيُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ“ ترجمہ: ”اور قومِ فرعون کے سرداروں نے (فرعون سے) کہا: کیا تو موسیٰ اور اس کی (اِنقلاب پسند) قوم کو چھوڑ دے گا کہ وہ ملک میں قتل و غارت کرتے پھریں؟“ (22)

اسی طرح سورۂ مومن میں فرمایا: ”وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُونِي أَقْتُلْ مُوسَىٰ وَلْيَدْعُ رَبَّهُ إِنِّي أَخَافُ أَن يُبَدِّلَ دِينَكُمْ أَوْ أَن يُظْهِرَ فِي الْأَرْضِ الْفَسَادَ“ ترجمہ: ”اور فرعون بولا: مجھے چھوڑ دو میں موسیٰ کو قتل کر دوں اور اسے چاہیے کہ اپنے رب کو بلا لے۔ مجھے خوف ہے کہ وہ تمہارا دین بدل دے گا یا ملک (مصر) میں فساد (قتل وغارت) پھیلا دے گا۔“ (23)

اور پھر سورہ کہف میں فرمایا: ”إِنَّ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ“ ترجمہ: ”بیشک یاجوج اور ماجوج نے زمین میں فساد (قتل وخون خرابہ) بپا کر رکھا ہے۔“ (24)

ھ: ظلم و تجاوز اور فساد:

قَالَتْ إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا وَجَعَلُوا أَعِزَّةَ أَهْلِهَا أَذِلَّةً وَكَذَٰلِكَ يَفْعَلُونَ

ترجمہ: ”ملکہ صبا نے کہا: بیشک جب بادشاہ کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اسے تباہ و برباد کر دیتے ہیں اور وہاں کے باعزت لوگوں کو ذلیل و رسوا کر ڈالتے ہیں اور یہ (لوگ بھی) اسی طرح کریں گے۔“ (25)

ی: جادو گری:

فَلَمَّا أَلْقَوْا قَالَ مُوسَىٰ مَا جِئْتُم بِهِ السِّحْرُ إِنَّ اللَّهَ سَيُبْطِلُهُ إِنَّ اللَّهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِينَ

ترجمہ: ”پھر جب انہوں نے (اپنی رسیاں اور لاٹھیاں) ڈال دیں تو موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا: جو کچھ تم لائے ہو (یہ) جادو ہے، بیشک اللہ ابھی اسے باطل کر دے گا، یقیناً اللہ مفسدوں (جادوگروں) کے کام کو درست نہیں کرتا۔“ (26)

ان آیات کے مطابق مفسد وہ شخص ہے کہ جو کسی شئی کو سلامتی اور اصلاح کی حالت سے نکال دے۔ لہٰذا سب سے بڑا مفسد وہ ہے جو لوگوں میں رعب اور وحشت پیدا کر دے اور اُن کی امنیت کو سلب کرنے کے لئے اسلحہ ہاتھ میں لے کر قتل و غارت اور جنگ و خون ریزی کرنا شروع کر دے۔ جو لوگ معاشروں میں قتل و غارت کے ذریعے لوگوں کا سکون و چین چھین لیتے ہیں وہ ہی مفسد فی الارض ہیں اور معاشرے کے اعتدال کو ختم کرنے والے ہیں۔ لہٰذا ہر وہ جرم جو معاشرے کے اعتدال کو ختم کر دیتا ہے فساد کہلاتا ہے۔ مثلاً معاشرے میں فحاشی و عریانی کے ذریعے اجتماعی اخلاق میں بگاڑ پیدا کرنا، رشوت اور کرپشن کے ذریعے معاشی نظام کو تباہ کرنا، دھوکہ فراڈ، اسمگلینگ ، منشیات فروشی، لوگوں کو بے عفتی و فحاشی کی طرف ترغیب وغیرہ جیسے اعمال فساد فی الارض کہلاتے ہیں۔

محاربہ اور افساد کے درمیان نسبت

سورہٴ مائدہ کی ۳۳ ویں آیت میں ''محاربہ'' اور ''افساد فی الارض'' دو عنوان استعمال ہوئے ہیں کہ جو جرم محاربہ کی بنیادی دلیل ہے۔ جس کی وجہ سے یہ بحث شروع ہوئی ہے کہ آیا یہ دو الگ عناوین ہیں یا ایک ہی عنوان ہے؟ دوسرے الفاظ میں اس سے مراد یہ جاننا ہے کہ افساد اور محاربہ کے درمیان نسبت کیا ہے؟ کیا یہ نسبت تساوی ہے یا عموم و خصوص مطلق ہے؟ یعنی ہر محارب مفسد ہے، لیکن بعض مفسدین محارب نہیں ہیں، بنابریں ان دونوں کا موضوع جدا ہے۔ درحقیقت مسئلہ افساد فی الارض کی یہ اہم ترین بحث ہے۔ کیونکہ ان دونوں عناوین کے درمیان نسبت معلوم ہو جانے کے بعد ہی اس بات کا جواب دیا جا سکتا ہے کہ مفسد کون ہے اور اس کی سزا کیا ہے؟

اس کے علاوہ ہم ان دونوں مفاہیم کے درمیان نسبت یا عدم نسبت کی دلیل قائم کرنے کے علاوہ یہ بھی جاننا چاہیں گے کہ فقہاء کے نزدیک ان دونوں کے درمیان تساوی یا عدم تساوی کا ملاک و معیار کیا ہے۔ کیونکہ فقہی کتب میں افساد فی الارض کے عنوان سے کوئی جدا باب قائم نہیں کیا گیا۔ لہٰذا ہم بطور کلی یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر فقہائے کرام'' افساد فی الارض'' کی بحث کو ''محاربہ'' کی بحث سے جدا انجام دیتے ہیں اور افساد فی الارض کے لئے کوئی قاعدہ معین کرتے ہیں تو اس سے پتا چلے گا کہ ان کی نظر میں افساد فی الارض اور محاربہ میں فرق ہے۔ لیکن اگر اُنھوں نے افساد کی بحث کو محاربہ کے عنوان کے تحت ہی ذکر کیا ہے تو اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ دونوں عنوان ایک ہی جرم کے ہیں اور یہ دو الگ جرم نہیں ہیں۔ لیکن ہمیں یہ بات بھی فراموش نہیں کرنی چاہیے کہ ہم اپنے آپ کو ہر اُس چیز کا پابند نہیں کر سکتے کہ جس کے قدیم فقہاء معتقد تھے، بلکہ شرعی احکام کے مفاسد و مصالح واقعی، زمان و مکان کے تقاضوں کے تابع ہونے کی وجہ سے بعض اوقات ایسی شرائط اور حالات پیدا ہو جاتے ہیں کہ فقہاء کو قرآن و سنت سے اور دوسری شرعی ادلہ سے جدید احکام استنباط کرنا پڑتے ہیں تاکہ اسلامی معاشرے کو اجتماعی مشکلات سے نجات دلائی جاسکے۔

اس سلسلے میں بظاہر قدیم و جدید فقہاء کے نقطہٴ نظر میں فرق ہے۔ قدیم شیعہ فقہی کتب میں سے کسی میں بھی ''افساد فی الارض'' کے بارے میں ''محاربہ'' سے جدا کسی مستقل عنوان کے تحت

کوئی اشارہ نہیں ملتا۔ لہٰذا کچھ شیعہ فقہاء بعض جرائم کو افساد فی الارض قرار دیتے ہیں اور ان کے لئے سزائے موت تجویز کرتے ہیں مثلاً:

۱۔ شیخ مفیدؒ کتاب ''المقنعۃ فی الاصول والفروع ''میں لکھتے ہیں: اگر کوئی شخص کفن چوری کرنے میں مشہور ہو چکا ہو اور کم از کم تین بار اس فعل کا ارتکاب کرے اور حاکم کے چنگل سے بھاگ جائے تو حاکم اُسے قتل بھی کر سکتا ہے اور اس کے ہاتھ پاؤں بھی کاٹ سکتا ہے۔(27)

شیخ مفید کی جانب سے یہ حکم جرم کے تکرار کی سزا کے طور پر نہیں ہے، کیونکہ جرم کے تکرار کی سزا اس وقت قتل ہوتی ہے کہ جب مجرم کو پہلے دو بار سزا دی جا چکی ہو۔ حالانکہ وہ کہتے ہیں: جب کفن چور سزا سے فرار کر چکا ہو اور تیسری بار پکڑا گیا ہو۔ اسی طرح اُن کے نزدیک جو شخص زور اور طاقت کا مظاہرہ کرے اور حاکم کے چنگل سے بھاگ جائے تو وہ مفسد ہے اور وہ سزائے موت کا مستحق ہے۔

۲۔ شیخ طوسیؒ کتاب ''النھایہ'' میں لکھتے ہیں: انسان کو اغوا کرنا، افساد فی الارض ہے نیز کفن چوری کرنا بھی افساد فی الارض ہے اور اس کے لئے سزائے موت ہے۔(28)

۳۔ مشہور فقیہ جناب سلار کتاب ''المراسم العلویہ'' میں زہر بیچنے کے عادی شخص کو سزائے موت کا حقدار سمجھتے ہیں۔ البتہ خود زہر بیچنے میں کوئی ہرج نہیں ہے۔ ان کی جانب سے یہ حکم اُن کے زمانے کے خاص حالات کی نشاندہی کرتا ہے گویا اس دور میں لوگ زہر بیچنے والوں کی طرف سے ضرر اور نقصان اُٹھا رہے تھے۔

۴۔ معاصر فقہاء میں سے آیت اللہ فاضل لنکرانیؒ لکھتے ہیں:

'' كما أنّه يستفاد منه أنّ العناوين الموجبة للقتل كالزنا المقرون بالإحصان والزنا بالمحارم، واللواط مع الإيقاب، بل العناوين التي يكون القتل فيها في المرتبة الثالثة أو الرابعة كلّها من مصاديق الفساد في الأرض؛ لحكمه بانحصار القتل المشروع في غير القصاص بما إذا كان منطبقاً عليه عنوان الفساد في الأرض، والوجه فيه واضح، فإنّه إذا كان مجرّد تجريد السلاح لإخافة الناس إفساداً، فلم لا يكون الزنا المذكور واللواط وأمثالهما كذلك۔''

یعنی: ''سورۂ مائدہ کی آیہ مجیدہ ۳۲ سے استفادہ ہوتا ہے کہ قتل کے موجب بننے والے تمام مجرمانہ عناوین زمین میں فساد کے مصادیق میں سے ہیں مثلاً زنائے محصنہ، محارم کے ساتھ زنا، لواط وغیرہ اسی طرح وہ جرائم کہ جن کے مرتکبین کی تیسری یا چوتھی بار سزا قتل ہے۔ چونکہ آیت کا حکم ہے کہ فقط قصاص اور افساد کی صورت میں ہی قتل جائز ہے۔ اس قسم کے حکم کی دلیل واضح ہے چونکہ جب فقط لوگوں کو ڈرانے دھمکانے کی غرض سے اسلحہ اُٹھانا افساد فی الارض ہے تو زنائے محصنہ اور لواط وغیرہ کی وجہ سے افساد فی الارض کیوں نہیں ہو سکتا۔'' (29)

۵۔ آیت اللہ مؤمن کتاب ''کلمات السدیدہ'' میں لکھتے ہیں: یہ کہ مفسد فی الارض کی سزا جائز ہے چونکہ عقلی ارتکاز کے مطابق زمین سے مفسدین کے فساد کو دفع کرنے کے لئے اُن کو قتل کرنا ضروری ہے خصوصاً جب دفع فساد اسی قتل پر موقوف ہو۔(30)

اہل سنت کی فقہی کتابیں بھی شیعہ کتب فقہ کی طرح ''افساد فی الارض'' کے بارے میں مستقل بحث سے خالی ہیں۔ تمام کتب اہل سنت میں محاربہ یا قطع الطریق کے بارے میں بحث ملتی ہے۔ نیز اثبات محاربہ یا اس کی سزا یا محارب کی توبہ کی صورت میں اس کی سزا ختم ہونے کے متعلق بحث کی گئی ہے۔ البتہ بعض اوقات بہت جزئی صورت میں افساد فی الارض کے متعلق بھی اشارہ ملتا ہے اور کبھی ایک کلی قاعدے کی شکل میں افساد فی الارض کی بات کی جاتی ہے۔ (31)

البتہ بعض معاصر فقہاء محاربہ اور افساد فی الارض میں فرق کے قائل ہیں۔ اُن کی بعض عبارات واضح طور پر اس فرق کو ظاہر کرتی ہیں۔ جس سے کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہتا کہ اُن کے نزدیک جرم افساد اور محاربہ میں فرق ہے بلکہ افساد کا مفہوم محاربہ سے کہیں زیادہ وسیع ہے۔ پس ان کے نزدیک جرم افساد، محاربہ سے الگ ایک مستقل مفہوم رکھتا ہے۔ اس سلسلے میں معاصر مراجع تقلید سے کچھ استفتائات بھی کئے گئے ہیں جن کے جواب میں وہ واضح طور پر اس فرق کے قائل ہوئے ہیں۔ مثلاً ایک سوال یہ کیا گیا کہ آیا فقہی نقطۂ نگاہ سے محارب کے مفہوم اور مفسد فی الارض کے مفہوم میں فرق ہے؟ یا یہ سوال کہ مفسد فی الارض میں فی الارض سے کیا مراد ہے اور اس کا ملاک کیا ہے؟

ان دونوں سوالوں کے جواب میں آیت اللہ مکارم شیرازی لکھتے ہیں: محارب اُس شخص کو کہتے ہیں جو اسلحہ کے ساتھ لوگوں کو ڈرائے دھمکائے اور لوگوں کی جان، مال یا ناموس کے درپے ہو جائے اور معاشرے میں ناامنیت پیدا کرے اور مفسد فی الارض وہ شخص ہے کہ جو کسی معاشرے میں وسیع پیمانے پر فساد کا باعث بنے خواہ بغیر اسلحے ہی کے کیوں نہ ہو۔ جیسا کہ منشیات کے سوداگر اور فحشا پھیلانے والے مراکز ہیں۔(32)

محاربہ اور افساد فی الارض کے نقاط اشتراک وافتراق

جیسا کہ گزر چکا ہے کہ بعض فقہاء ان دونوں مفاہیم میں ترادف کے قائل ہیں اور بعض افتراق کے یعنی؛ ان دونوں میں عموم و خصوص مطلق کی نسبت قرار دیتے ہیں۔ اسی فرق کو مد نظر رکھتے ہوئے ہر ایک نے ان دونوں مفاہیم کا اصطلاحی مفہوم ذکر کیا ہے اور ان کی تعریف کی ہے۔ لہٰذا اسی بنا پر ہم عنوان محاربہ اور افساد فی الارض کے نقاط اشتراک و افتراق کو مشخص کر سکتے ہیں۔

نقاط اشتراک

الف: ہر دو جرائم کا ارتکاب اسلامی نظام کی امنیت کو خراب کرنے کے لئے کیا جاسکتا ہے۔

ب: دونوں جرائم کا انفرادی طور پر بھی ارتکاب کیا جاسکتا ہے اور اجتماعی و گروہی شکل میں بھی۔

ج: دونوں جرائم کے ارتکاب میں مسلمان اور غیر مسلمان ہونے میں کوئی فرق نہیں۔

د: افساد فی الارض کا جرم بھی اسلحہ نکالنے، خوف اور وحشت ایجاد کرنے اور معاشرے کے امن عامہ کو ختم کرنے کے ذریعے انجام پاسکتا ہے۔

نقاط افتراق

الف: محاربہ کی شرط اسلحے سے استفادہ کرنا ہے، لیکن افساد فی الارض بغیر اسلحے کے بھی انجام پاسکتا ہے۔

ب: محاربہ میں ڈرانا و دھمکانا یا بعض فقہاء کے مطابق فقط ڈرانے دھمکانے کی نیت شرط ہے۔ لیکن افساد فی الارض میں ڈرانا یا ڈرانے کی نیت و قصد شرط نہیں ہے۔

ج: محاربہ میں ایک بار کا ارتکاب بھی کافی ہے، لیکن افساد فی الارض وسیع پیمانے پر انجام پانے کی صورت میں ہی جرم شمار ہوتا ہے۔

د: محاربہ میں مادی عنصر فقط اسلحہ اُٹھانا یا اُسے استعمال کرنا ہے جس کی وجہ سے محاربہ وقوع پذیر ہو جاتا ہے اور پھر اسلحہ کی یہ نمائش علنی بھی ہونی چاہیے۔ جبکہ افساد فی الارض میں مادی عنصر کبھی تو فعل کی صورت میں مادی کہلائے گا جیسا کہ جعلی نوٹ چھاپنا اور منشیات کی پیداوار اور اُسے پھیلانا ہے اور کبھی فعل ایک معنوی عنصر ہے مثلاً جنگ کی حالت میں افواج کو فرار کرنے اور دشمن کے سامنے ہتھیار رکھنے کی ترغیب و تشویق کرنا اسی طرح افساد فی الارض علنی ہونا بھی ضروری نہیں ہے۔

ھ: محاربہ کا مقصد خوف اور وحشت پیدا کرنا اور لوگوں کی امنیت اور آزادی کو سلب کرنا ہے جبکہ افساد فی الارض کی تعریف میں وسیع پیمانے پر افساد کی شرط رکھی گئی ہے لہٰذا یہ جرم کی نوعیت سے تعلق رکھتا ہے کہ مفسدین کس قسم کا افساد کرنا چاہتے ہیں۔

*****

حوالہ جات

1۔ مائدہ، آیت ۳۳

2۔ شیرازی، آیت اللہ مکارم، تفسیر نمونہ، ج ۴، ص ۲۷۲، انتشارات دارالکتب الاسلامیہ، طبع ہفتم

3۔ المنجد فی اللغہ، انتشارات اسماعلیان، مادہ حرب

4۔ علامہ ابن منظور، لسان العرب، ، ج ۳ ص ۱۰۰

5 ۔ فاضل مقداد، کنزالعرفان، ج ۲، ص۳۵۱ کتاب الحدود

6 ۔ راغب اصفہانی، مفردات، مادہ حرب

7۔ نجفی، شیخ محمد حسن، جواہر الکلام، ج۴۱، ص۵۷۰

8۔ امام خمینی، تحریر الوسیلۃ، ج ۴، ص۲۳۹، کتاب حدود، چھٹی فصل حد محارب مسئلہ :۱)

9۔ طبرسی، مجمع البیان، ج۱-۲، ص ۶۷۳

10۔ توبہ، آیت ۱۰۷

11 ۔ فرہنگ معین، فیروز اللغات مادہ فسد

12 ۔ مفردات راغب۔ مادہ فسد

13۔ طوسی، النھایہ، ج ۱۸۹۳، ۴، حلی، مختلف الشیعہ ج ۹، ص ۳۶۴

14 ۔ الحلی ابن ادریس، السرائر، ج ۳، مطبعۃ مؤسسۃ النشر الاسلامی، قم ۱۴۱۰ھ

15۔ حلبی، الکافی فی الفقہ، ص ۴۱۲

16۔ طوسی، النھایہ، دارالکتب العربی، بیروت، ۱۹۸۰ء ج ۴، ص ۲۴۳

17۔ محمد علی صابونی، روائع البیان، دار الاحیاء التراث العربی جلد اول، ص۵۴۶

18۔ بقرہ، آیت ۱۱

19۔ بنی اسرائیل، آیت ۴

20۔ منون، آیت ۷۱

21۔ روم، آیت ۴۱

22۔ اعراف، آیت ۱۲۷

23۔ مومن، آیت ۳۶

24۔ کہف، آیت ۹۴

25۔ نمل، آیت ۳۴

26۔ یونس، آیت ۸۱

27۔ مروارید، علی اصغر، سلسلۃ الینابیع الفقھیۃ، ج ۲۳، ص ۴۲، موسسہ فقہ الشیعۃ، بیروت، ۱۴۱۰ھ

28۔ ایضاً، ص ۴۴

29۔ لنکرانی، آیت اللہ فاضل، تفصیل الشریعۃ، کتاب الحدود، ج ۶، ص۶۳۹، مرکز فقہ الائمۃ الاطھار، قم، ۱۳۸۱ شمسی

30۔ قمی، آیت اللہ مومن، کلمات السدیدۃ فی مسائل جدیدہ، ص۴۰۹، جامعۃ المدرسین، نشر اسلامی، ، ۱۴۱۵ھ

31۔ حسن مجیدی، فصلنامہ علمی-پژوہشی مطالعات تفسیری شمارہ ۱۶، مقالہ : رابطہ ”افساد فی الارض“ با ”محاربہ“

32۔ شیرازی، آیت اللہ مکارم، استفتاتات جدید، ج ۳، ص ۳۵۶، سوال : ۹۸۶